ان اللہ یحکم بینکم یوم القیمۃ

حفظ الایمان

مع

بسط البنان

مصنفہ

حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ

ناشر

دارالکتاب دیوبند (یوپی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال۔ کیا فرماتے ہیں حامیان دین وناصران شرع متین اس بارے میں کہ زید کہتا ہے کہ سجدہ کی دو قسمیں ہیں۔ تعبدی اور تعظیمی۔ تعبدی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے اور تعظیمی کسی کے ساتھ مختص نہیں۔ لہذا تعظیماً سجدۂ قبور جائز ہے۔ اور کہتا ہے کہ طواف قبور جائز ہے دلیل جواز حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا مقولہ ہے۔ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ صفحہ (۷) سطر ۱۲ بیان ذکر کشف قبور فرماتے ہیں وبعدہ ہفت کرۃ طواف کند ودراں تکبیر بخواند آغاز از راست کند بعدہ طرف پایاں رخسارہ نہد انتہی۔ اس سے طواف اور سجدہ اور بوسہ قبور سب کچھ جائز ہو گیا اور کہتا ہے کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں بالذات اس معنی کر عالم الغیب خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا اور بالواسطہ اس معنی کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب تھے زید کا یہ استدلال اور عقیدہ وعمل کیسا ہے۔ بینوا توجروا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب۔ سوال اول ظاہراً سجدہ تعظیمی سے مراد سجدہ تحیہ ہے اس

صورت میں اس تقسیم میں گفتگو نہیں ہے البتہ کلام اس میں ہے کہ سجدہ تحیۃ غیر اللہ کے لئے جائز ہے یا نہیں سو زید مدعی جواز کی اس جواز سے کیا مراد ہے آیا شرائع سابقہ میں جائز ہونے کا دعویٰ ہے یا شریعت محمدیہ میں اگر شرائع سابقہ میں جائز ہونیکا دعویٰ ہے تو اول تو خود اسی میں کلام ہے اور قصہ حضرت آدم علیہ السلام وحضرت یوسف علیہ السلام میں جو لفظ سجود آیا ہے اسمیں احتمال ہے کہ محض انحنا مراد ہو چنانچہ بہت مفسرین مثل جلال سیوطی وجلال محلی وغیرہما اس طرف گئے ہیں اور اگر شرائع سابقہ میں اس کا جائز ہونا تسلیم بھی کر لیا جائے تب بھی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہمارے لئے بھی جائز ہو کیونکہ شرائع سابقہ کے بہت سے احکام منسوخ ہو چکے ہیں جیسا کہ حضرت آدم ؑ کی شریعت میں بھائی بہن کا نکاح درست تھا اور اب حرام ہے۔ علیٰ ہذا بہت امور اس قسم کے ہیں بلکہ خود ہماری شریعت میں بعض امور اولاً جائز تھے پھر حرام ہو گئے جیسا شراب کا پینا کہ پہلے حلال تھا پھر حرام ہو گیا بہر حال شرائع سابقہ میں جائز ہونے سے ہماری شریعت میں جائز ہونا لازم نہیں اور اگر مراد یہ ہے کہ شریعت محمدیہ میں جائز ہے تو اس پر دلیل لانا ضروری ہے سو تمام قرآن وحدیث میں ایسی دلیل کا پتہ نہیں اور اگر کہا جائے کہ شرائع سابقہ میں اسکا جائز ہونا جب ہماری شریعت میں بیان کیا گیا تو گویا ہماری

نہیں خود قرآن مجید میں بہت جگہ کفار کے اقوال وعقائد نقل کئے ہیں، اور دوسری آیات میں انکار فرمادیا گیا ہے رہا سجدہ اور بوسہ اول تو اس عبارت میں اس کا پتہ نہیں سجدہ کے معنی ہیں پیشانی نہادن بر زمین بوسہ کے معنی ہیں لب نہادن بر چیزے اور رخسارہ نہادن کسی کے بھی معنی نہیں قطع نظر اس سے تقریر مذکور میں اسکا بھی جواب ہوگیا کہ بیان خاصیت دلیل جواز نہیں فافہم ولا تزل واللہ اعلم فقط

جواب سوال سوم : مطلق غیب سے مراد اطلاقات شرعیہ میں وہی غیب ہے جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور اسکے ادراک کیلئے کوئی واسطہ اور سبیل نہ ہو اسی بنا پر — لا یعلم من فی السموٰت والارض الغیب الا اللہ — اور لو کنت اعلم الغیب — وغیرہ فرمایا گیا ہے اور جو علم بواسطہ ہو اس پر غیب کا اطلاق محتاج قرینہ ہے تو بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہم شرک ہونے کی وجہ سے ممنوع و ناجائز ہوگا قرآن مجید میں لفظ راعنا کی ممانعت اور حدیث مسلم میں عبدی وامتی و ربی کہنے سے نہی ۔ اسی وجہ سے وارد ہے ۔ اسلئے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر عالم الغیب کا اطلاق جائز نہ ہوگا اور اگر ایسی تاویل سے ان الفاظ کا اطلاق جائز ہو تو خالق اور رازق وغیرہما بتاویل اسناد الی السبب کے بھی اطلاق کرنا ناجائز نہ ہوگا کیونکہ آپ

ایجاد اور بقائے عالم کے سبب ہیں بلکہ خدا بمعنی مالک اور معبود بمعنی مطاع کہنا بھی درست ہوگا اور جس طرح آپ پر عالم الغیب کا اطلاق اس تاویل خاص سے جائز ہوگا اسی طرح دوسری تاویل سے اس صفت کی نفی حق جل وعلا شانہ سے بھی جائز ہوگی یعنی علم غیب بالمعنی الثانی بواسطہ اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت نہیں پس اگر اپنے ذہن میں معنی ثانی کو حاضر کرکے کوئی کہتا پھرے کہ رسول اللہ عالم الغیب ہیں اور حق تعالیٰ شانہ عالم الغیب نہیں (نعوذ باللہ منہ) تو کیا اس کلام کو منہ سے نکالنے کی کوئی عاقل متدین اجازت دینا گوارا کرسکتا ہے اس بنا پر تو بالو نقیروں کی تمام بیہودہ صدائیں بھی خلاف شرع نہ ہونگی تو شرع کیا ہوا بچوں کا کھیل ہوا جب چاہا بنالیا جب چاہا مٹادیا پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضورؐ کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کیلئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے ۔ پھر اگر زید اسکا التزام کرلے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہونگا تو پھر غیب کو منجملہ کمالات نبویہ کیوں شمار کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی

بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبویہ سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اسکی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے دلائل نقلیہ بے شمار ہیں خود قرآن مجید میں آپ سے نفی کرنا علم غیب کی آیت ۔ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ اور نفی کرنا آپ سے علم تعیین قیامت کی اور بہت سے علوم کی نفی صاف صاف مذکور ہے احادیث میں ہزاروں واقعات آپکے کتب و رسائل روانہ فرمانے کے مخبروں اور جاسوسوں سے اخبار غائبہ دریافت فرمانے کے مذکور ہیں اگر یہ کہا جاوے کہ علوم غیب تو آپ کو سب حاصل ہیں مگر استحضار انکا آپکی توجہ پر موقوف ہے چونکہ بعض امور میں توجہ تام نہ فرماتے تھے اس لئے بعض واقعات حاضر نہ ہوتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ بہت سے امور میں آپ کا خاص اہتمام سے توجہ فرمانا بلکہ فکر و پریشانی میں واقع ہونا اور باوجود اس کے پھر مخفی رہنا ثابت ہے قصہ افک میں آپ کی تفتیش و استکشاف بابلغ وجوہ صحاح میں مذکور ہے مگر صرف توجہ سے انکشاف نہیں ہوا بعد ایک ماہ کے وحی کے ذریعہ سے اطمینان ہوا دلیل عقلی یہ کہ علوم غیر متناہی ہیں اور امور غیر متناہیہ کا اجتماع

محال ہونا ثابت و مقرر ہو چکا ہے اور اگر کسی کو ایسے الفاظ سے شبہ واقع ہو جیسا مشکوٰۃ میں دارمی کی روایت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مذکور فعلمت ما فی السموٰت والارض ۔ یا مثل اسکے تو سمجھ لینا چاہیے کہ یہاں عموم و استغراق حقیقی مراد نہیں کیونکہ اس کا استحالہ اوپر دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہو چکا ہے بلکہ عموم و استغراق کہ ماسبق مراد ہے یعنی باعتبار بعض علوم کے کہ وہ علوم ضروریہ متعلقہ بہ نبوت ہیں عموم فرمایا گیا پس اس کا مقتضی صرف استعداد ہے کہ نبوت کیلئے جو علوم لازم و ضروری تھے وہ آپکو تمام حاصل ہو گئے تھے الفاظ عموم کا عموم اضافی میں مستعمل ہونا محاورات جمیع السنہ میں بلا نکیر جاری ہے اور خود قرآن مجید میں مذکور بلقیس کی نسبت فرمایا گیا ہے واوتیت من کل شیء یعنی اس کے پاس تمام چیزیں تھیں یہ ظاہر ہے کہ اسکے پاس اس زمانہ کی ریل اور تار برقی لیمپ گیاس اور فوٹو وغیرہ ہرگز نہ تھے وہاں بھی اشیائے ضروریہ لازمہ سلطنت کا عموم مراد ہے پس ایسا عموم مثبت مدعائے زید ہرگز نہیں اور جواب مذکورہ سے واضح ہو گیا کہ زید کا عقیدہ اور قول سراسر غلط اور خلاف نصوص شرعیہ ہے ہرگز ان کا قبول کرنا کسی کو جائز نہیں زید کو چاہیے کہ توبہ کرے اور اتباع سنت اختیار کرے ۔ ومن اللہ التوفیق وله هدایته ومنه بدایته والیه نهایته ۔ فقط

کتبه الاحقر محمد اشرف علی عفی عنہ ۔ ۸ محرم الحرام ۱۳۲۹ھ

کی ہیں وہ عبارت دوسری دلیل کی ہے جو اس لفظ سے شروع ہوئی ہے
پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر مطلب یہ ہے کہ آپ کی ذات مقدسہ
پر علم غیب کا حکم کیا جانا یعنی محض اس بناء پر کہ آپ کو علوم غیبیہ واسطہ
حاصل ہیں آپکو عالم الغیب کہنا اگر صحیح ہو تو اس سے اگر کل غیر متناہیہ مراد ہوں
تو وہ نقلاً و عقلاً محال ہے اور اگر بعض علوم مراد ہوں گو وہ ایک ہی
چیز کا علم ہو اور گو وہ چیز ادنیٰ ہی درجہ کی ہو تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید عمرو وغیرہ کیلئے بھی حاصل
ہے تو لفظ ایسا کا یہ مطلب نہیں کہ جیسا علم واقع میں حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کو حاصل ہے الخ نعوذ باللہ منہا بلکہ مراد اس لفظ ایسا سے وہی ہے
جو اوپر مذکور ہے یعنی مطلق بعض علم گو وہ ایک ہی چیز کا ہو اور گو وہ چیز
ادنیٰ ہی درجہ کی ہو کیونکہ اوپر بھی مذکور ہو چکا ہے کہ بعض سے مراد عام
ہے اور عبارت آئندہ بھی اس کی دلیل ہے **وھو قولہ** کیونکہ ہر شخص
کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے
پس اگر زید ہر مخفی ادنیٰ چیز کے علم حاصل ہونے کو بھی عالم الغیب کے
اطلاق صحیح ہونے کا سبب بتلاتا ہے تو زید کو چاہیئے کہ ان سب
کو عالم الغیب کہا کرے کیونکہ ان کو بھی بعض مخفی چیزیں معلوم ہیں خود
اس عبارت میں سرسری نظر کرنے سے مطلب واضح ہو رہا ہے

پھر اس عبارت سے چند سطر بعد دوسری عبارت میں تصریح ہے کہ نبوت
کیلئے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپ کو تمامہا حاصل ہو گئے تھے
انصاف شرط ہے جو شخص آپ کو جمیع علوم عالیہ شریفہ متعلقہ نبوت کا جامع
کہے اُسے کیا وہ نعوذ باللہ زید و عمرو و صبی و مجنون و حیوانات کے علم کو مماثل
آپ کے علم سے بتلاویگا کیا زید عمرو وغیرہ کو یہ علوم حاصل ہیں یہ علوم تو
آپ کے مثل دوسرے انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کو بھی حاصل نہیں اس
تقریر سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ عبارت مذکور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے علم کے مشابہ معاذ اللہ علم زید و عمرو وغیرہ کو نہیں کیا گیا اور لفظ ایسا
ہمیشہ تشبیہ کیلئے نہیں آتا بلغاء اہل لسان اپنے محاورات فصیحہ میں بولتے
ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے مثلاً تو کیا یہاں خدا تعالیٰ کے قادر ہونے
کو دوسرے کے قادر ہونے سے تشبیہ دینا مقصود ہے ظاہر ہے کہ
ہرگز نہیں بلکہ اس شق پر جو محذور لازم کیا گیا اس میں غور کرنے سے تو
معلوم ہو سکتا ہے کہ مشابہت کی نفی کی گئی ہے چنانچہ بعض مطلق علوم غیبیہ
کے مراد لینے پر یہ خرابی بتلائی ہے کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے الخ
یعنی اس صورت میں آپ کی تخصیص نہ رہیگی بلکہ زید عمرو وغیرہ بھی اس
صفت میں آپ کے شریک مشابہ ہو جائیں گی حالانکہ آپ کی صفات
کمالیہ میں کوئی آپ کا شریک و مشابہ نہیں ہے اس لئے یہ شق باطل ہوئی

اور اگر بزعم معترض تشبیہ کیلئے بھی ہو تب بھی علم زید و غیرہ کو علم رسول سے تشبیہ نہیں دی گئی بلکہ مطلق بعض علوم سے جس کا ذکر اوپر ہے بلکہ بفرض محال اگر علم رسولؐ سے بھی تشبیہ ہوتی تب بھی من کل الوجوہ نہ ہوتی بلکہ صرف اتنے امر میں کہ جس طرح مطلق بعض غیوب کا حصول آپ کیلئے علت ہو گئی اطلاق عالم الغیب کیلئے اسی طرح مطلق بعض غیوب کا حصول دوسروں کیلئے علت ہو جائیگی اطلاق عالم الغیب کیلئے اگرچہ یہ دونوں بعض متغائر ہوں ایسی تشبیہ میں بعض الوجوہ تو نص قرآنی میں موجود ہے قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اور اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ اوّل میں مقبول کی ایک حالت کو غیر مقبول کی ایک حالت سے اور دوسرے میں غیر مقبول کی ایک حالت کو مقبول کی ایک حالت سے تشبیہ دی ہے البتہ اگر کوئی صرف اس تشبیہ پر اکتفا کر کے وجوہ تفاوت و تفاضل کو بیان نہ کرے تو بیشک قبیح ہے لیکن جب اس کا بھی ساتھ ساتھ بیان ہو جیسا قرآن مجید میں مِّثْلُكُمْ کے بعد يُوْحٰٓى اِلَيَّ اور تَاْلَمُوْنَ کے بعد تَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ہے اور جیسا کہ تقریر مذکور میں کلام متلاحق و متناسق ہے آپ کا جامع علوم لازمہ نبوت ہونا مصرح ہے یا طرز بیان تفاوت پر دال ہو پھر کیا قباحت ہے اور جب کہ تشبیہ ہی نہ ہو تو شبہ کا کوئی موقع ہی نہیں اور

ایک شق یہاں اور محتمل تھی کہ آپ کو عالم الغیب تو کہیں مگر نہ تو بنا بر جمیع علوم غیر متناہیہ کے اور نہ بنا بر مطلق بعض علوم کے تاکہ اشتراک لازم آوے بلکہ بنا بر علوم وافرہ عظیمہ کے جو دوسروں کو حاصل نہیں سو یہ شق یہاں صراحۃً مذکور نہیں مگر اس کی طرف بھی مع جواب کے اس قول میں اشارہ کر دیا ہے کہ اگر التزام نہ کیا جائے تو نبی اور غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے یعنی اگر آپ کو عالم الغیب کہنے اور دوسروں کو عالم الغیب نہ کہنے کا التزام کیا جاوے مثلاً اسی کو اصطلاح قرار دیا جاوے کہ علوم کثیرہ شریفہ کی عالم کو عالم الغیب کہا جاوے اور علوم قلیلہ خسیسہ کے عالم کو عالم الغیب نہ کہا جائے تو شرعاً اس فرق کے معتبر ہونے پر دلیل لانا ضروری ہے۔ یعنی یہ ثابت کرنا چاہیئے کہ عالم علوم شریفہ کثیرہ پر غیر شریفہ شریعت نے عالم الغیب کا اطلاق کرنے کی اجازت دی ہے پس جو شق صراحۃً موجود ہے جس میں وہ عبارت متنازع فیہا ہے اس میں بعض علوم سے مراد مطلق بعض ہے قطع نظر شریفہ و قلیلہ و کثیرہ سے پس وہاں وہی شخص مخاطب ہے جو مطلق بعض علوم کے حصول کو سبب بناتا ہے عالم الغیب کے صحت اطلاق کا اور ظاہر ہے کہ اس شخص پر وہ محذور قطعاً لازم ہے جو وہاں لازم کیا گیا ہے اور جو شق اشارۃً مذکور ہے وہاں وہ شخص